آزادغزل: معنویت اور روایت

ڈاکٹر بی محمد داؤد محسنؔ

پرنسپل ایس۔کے۔اے۔ایچ۔ملّت کالج،داوٗ دنگر۔577001 (کرناٹک)،موبائل: 9449202211

اردو میں غزل روایت کی پاسدار ہونے کے باوجود عقلی تحریکات، نئے فکری اور سماجی عوامل کے علاوہ نئے نئے تجربات سے دوچار ہوتی رہی ہے۔اس میں ہیئت کے تجربے ہوتے رہے اور اسے محدودیت کے دائرے سے نکالنے کی کوششیں بھی ہوتی رہیں مگر اس صنف میں ایسی کشش اور جاذبیت ہے کہ وہ آج بھی اپنے سالم ڈھانچے کے ساتھ نہ صرف موجود ہے بلکہ راج کر رہی ہے۔۱۹۶۰ء کے آس پاس کے شعرا غزل میں ہیئتی تبدیلیوں اور تجربوں میں لگے ہوئے تھے۔چند مخصوص شعرا کے اظہار و تجسس نے انہیں جذباتی تجربے کرنے پر آمادہ کیا تو ایک صنف نے جنم لیا،مگر انہوں نے اس صنف کو کوئی دوسرا نام دینے کے بجائے ''آزادغزل'' کا نام دے دیا۔یوں تو شعروادب میں ہیئتی تجربے ہمیشہ ہوتے رہے ہیں،مگر وہی تجربے کامیاب ہوئے ہیں جن میں دم خم ہوتا ہے۔تجربے عموماً ایک طرف روایت یا قدامت سے اختلاف یا انحراف کی شکل میں بغاوت کا جذبہ لیے چونکا دینے والے ہوتے ہیں تو دوسری طرف روایتی ہیئت کی توسیع کی شکل میں غیر محسوس طریقے سے دھیمے انداز میں تشکیل پاتے ہیں۔دراصل موضوع اور مواد کے شعری اظہار کے لیے جن خارجی عناصر کا سہارا لیا جاتا ہے،اسلوبِ بیان اور ظاہری ساخت کے جو سانچے مہیّا کرتا ہے اسی سے ہم شاعری کی ہیئت مراد لیتے ہیں۔اسلوبِ بیان،استعارہ،کنایہ،تشبیہ اور تمثیلات کا تمام سلسلہ اور ظاہری ساخت کے سامان،بحر،قافیہ،ردیف اور ان کی ترتیب اس کے اصول ہیں،لیکن آزادغزل میں یہ اصول اضافی بن جاتے ہیں۔یہ عمل شعوری نہیں بلکہ فطری طور پر ہوجاتا ہے،کیونکہ کوئی بھی جذبہ یا خیال جن الفاظ کا پیکر اختیار کرتا ہے وہ دومصرعوں میں برابر منقسم ہو، یہ ضروری نہیں ہے۔یہی آزادی آزادغزل کو پابندغزل سے الگ کردیتی ہے۔یہاں مافی الضمیر کے داخلی آہنگ یا ذہنی ترنم کے مناسب عروضی بحور میں کوئی ایک بحر چن لی جاتی ہے اور ارکان گھٹائے یا بڑھائے جاتے ہیں جس سے مصرعے گھٹتے یا بڑھتے جاتے ہیں۔ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی ہیئت کی بنیادی شرائط کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آزادغزل اور پابندغزل کی ہیئت میں بنیادی فرق ایک ہی ہے۔یعنی مصرعوں اور ارکان کی کمی بیشی۔ورنہ باقی سارے لوازمات قدرِ مشترک کی حیثیت رکھتے ہیں۔یعنی آزادغزل بھی ایک ہی بحر میں ہوتی ہے،اس میں بھی مطلع ہوتا ہے یا ہوسکتا ہے،اس میں بھی مقطع ہوتا ہے یا ہوسکتا ہے،اس میں بھی قوافی وردیف کی 'جھنکار' اسی طرح پیدا ہوتی ہے جس طرح پابندغزل میں۔اس میں بھی ہر شعر علاحدہ اکائی ہوتا ہے،یعنی مضمون ومطلب کے اعتبار سے اپنی جگہ مکمل۔پابندغزل ہی کی طرح اس میں بھی اشعار کی تعداد کی کوئی قید نہیں۔مسلسل غزل کی طرح،مسلسل آزاد غزل بھی ہوسکتی ہے۔'' (مناظر عاشق ہرگانوی:'ناگزیر'ص:۱۰۷۔۱۰۸)

یہاں میں اس قول کی وضاحت کے لیے ثبوت کے طور پر چند اہم شعرا کے اشعار پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ کس طرح آزادغزل کے اشعار میں ارکان گھٹائے اور بڑھائے جاتے ہیں،کس طرح ایک ہی شعر کے دومصرعے الگ الگ اوزان میں لکھے جاتے ہیں۔ان آزادغزلوں کے اشعار میں ارکان کی نابرابری کی تین صورتیں دیکھی جاسکتی ہیں۔یہ ان شعرا کے اشعار ہیں جو اس صنف کے فروغ میں اہم مانے جاتے ہیں۔

جن کے دل میں رخشندہ ہیں الہامی آیات
وقت کے بھاری شانوں پر وہ رکھ کر دیکھیں ہات

(مظہر امام)

پہلے مصرعے میں فعلن چھ بار اور فع ایک بار اس طرح کل سات رکن اور دوسرے مصرعہ میں فعلن چار بار،فعل ایک بار،فعولن ایک بار اور فع ایک بار اس طرح کل سات رکن۔یعنی دونوں مصرعے سات رکن پر مشتمل ہونے کے باوجود الگ الگ وزن میں ہیں۔

گرچہ آشوب زمانہ کے اثر پہ بجھ گئی دل کی امنگ
یہ نہ سوچو حوصلوں کا دامنِ رنگیں ہے تنگ

(کرامت علی کرامت)

پہلے مصرع میں فاعلاتن تین بار اور فاعلن ایک بار اور دوسرے مصرع میں فاعلاتن تین بار اور فاعلن ایک بار یعنی دونوں مصرعے مساوی

اوزان میں۔

دیکھا تو نہ سامنے کوئی
کہ صحرا سے نکل آئے تو اک اجنبی آواز نے روکا
(حرمت الاکرام)

پہلے مصرع میں تین رکن یعنی فعول، مفاعیل اور فعولن اور دوسرے مصرع میں فعول ایک بار، مفاعیل تین بار اور فعولن ایک بار رہے۔

کرب پر منتج رہیں
زندگی کی راحتیں بھاری سا اک اجرج رہیں
(عتیق احمد عتیق)

پہلا مصرع فاعلاتن فاعلن دو رکن اور دوسرا مصرع فاعلاتن تین بار اور فاعلن ایک بار کل چار رکن۔

ہے کہ رقص بربریت کا
آپ اپنی مثال ہیں شاید
(مناظر عاشق ہرگانوی)

ہے کہ رق ص بر بری یت کا
فاعلاتن مفا علن فع لن
آپ اپنی مثال ہیں شاید
فاعِ لاتن مفا لن فعلن
کہیں ہے آغازِ فتنہ اعلان جنگ پتھر
(بحر خفیف مجنون محذوف)

کہیں عقیدت کا زنگ پتھر
(کرشن موہن)

کہیں ہے آغا زِفتنہ اعلان جنگ پتھر
فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن
کہیں عقیدت کا زنگ پتھر
فعول فعلن فعولن فعلن
(بحر متقارب مثمن مقبوض اسلم)

آزاد غزل دراصل غزل کی ہیئت میں اس قسم کی تحریف کا تجربہ ہے۔ اس میں ایک خاص بات یہ ہے کہ ہماری روایتی غزل جو ہمارے جمالیاتی ذوق کا حصّہ بن چکی ہے، وہ مجروح ہوتی ہے اور اپنی ظاہری صنفی شناخت کھونے پر آمادہ ہوجاتی ہے۔ ان دونوں میں بنیادی فرق مصرعوں میں ارکان کی کمی بیشی یعنی اشعار کے مصرعے چھوٹے بڑے ہونا ہے اور آزاد غزل میں مطلع ہوبھی سکتا ہے اور نہیں بھی، مگر قافیہ اور ردیف کو برقرار رکھا جاتا ہے۔

آزاد غزل کی کوشش کسی خاص ادبی ضرورت یا اہمیت کے تحت نہیں ہوئی بلکہ یہ ایک اتفاقیہ امر تھا جو آزاد نظم کی غیر معمولی مقبولیت سے متاثر ہوکر کر ظہور پذیر ہوئی۔ مظہر امام نے ۱۹۴۵ء میں پہلی آزاد غزل لکھی تھی۔ پندرہ سولہ سال کی عمر کا ایک لڑکا فنی ناپختگی کی بدولت آزاد نظم سے متاثر ہوکر مصرعوں کو چھوٹے بڑے کر کے تجربہ کرتا ہے اور ایک چیز تخلیق کر کے خود یہ فیصلہ کرلیتا ہے کہ یہ آزاد غزل ہوسکتی ہے۔ اسے اس بات کا گمان ہے کہ اگر اس طرح کے چھوٹے بڑے مصرعوں کو آزاد نظم کہا جاسکتا ہے تو پھر اسے ''آزاد غزل'' کہنے میں کیا قباحت ہے۔ اس طرح پہلی آزاد غزل وجود میں آگئی، مگر اس کو ایک عرصہ تک منظر عام پر لانے کا موقع نہیں ملا۔ تقریباً بیس سال بعد جنوری ۱۹۶۴ء میں ''رفتارِ نو'' دربھنگہ کے خاص نمبر میں وہ آزاد غزل شائع ہوئی اور پھر اسی سال ان کے مجموعۂ کلام ''زخمِ تمنا'' میں بھی شامل ہوئی۔ اس طرح وہ اس صنف کے موجد بن جاتے ہیں اور یہ اعتراف کرتے ہیں کہ انہیں 'ماورا' کی آزاد نظموں کے چھوٹے بڑے ''ہم قافیہ مصرعوں کو دیکھ کر خیال آیا کہ اس طرح تو آزاد غزل بھی لکھی جا سکتی ہے۔'' (آزاد غزل پر ایک نوٹ۔ ''شاعر'' نثری نظم اور آزاد غزل نمبر، ص: ۲۱۰)

جب اس اجنبی سی انوکھی چیز پر سوائے دو ایک کے کسی قد آور نقاد یا شاعر نے توجہ نہیں دی۔ لے دے کے ایک شاذ تمکنت نے اس مجموعۂ کلام پر سرسری تبصرہ کرتے ہوئے ضمناً دو چار جملوں میں اس نئی صنف سے متعلق اظہارِ خیال کیا، مگر اس تبصرہ کی چوٹ اتنی گہری تھی کہ شاعر اسے نہیں بھلا سکا اور وہ ان اعتراضات اور شکوک وشبہات کا طرح طرح سے جواب دینے کی کوشش کرتا رہا، مگر اس سے یہ فائدہ ہوا کہ جس طرح یہ تخلیق وجود میں آئی تھی، اسی طرح اس کی تبلیغ شروع ہوگئی۔

حیرت کی بات تو یہ ہے کہ دوسری آزاد غزل بھی مظہر امام ہی کی تھی جو شب خون ۱۹۷۸ء میں شائع ہوئی۔ پہلی غیر متوقع طور پر وجود میں آئی تھی جبکہ دوسری غزل ارادتاً لکھی گئی اور وہ پہلی غزل کی بہ نسبت فنّی اعتبار سے آزاد غزل کی صنف کو تقویت پہنچانے میں زیادہ معتبر ثابت ہوئی۔ شمس الرحمٰن فاروقی نے شب خون میں مظہر امام کی دوسری آزاد غزل کو شائع تو کیا، مگر وہ اس کی حمایت نہیں کر سکے۔ دوسرے قد آور اور پیش رو ناقدین نے بھی اسے شک کی نظر سے دیکھا کیونکہ غزل کا شعور اور نظام ان کے مزاج اور روح میں بس گیا تھا۔ غزل کی مخصوص ہیئت میں آنے والی ہر تخلیق انہیں روا تھی، مگر اس میں تبدیلی قبول کرنے کے لیے ذہنی طور پر کوئی تیار نہیں تھا۔ اگر اسے ایک الگ صنف کے طور پر قبول کرلیا جاتا تو آزاد نظم کے بہت سے اشعار بلکہ پوری کی پوری نظمیں ایسی مل جاتیں جو اپنے اندر

آزادغزل کی ہیئت ومزاج رکھتی ہیں۔

دوسری غزل کی اشاعت کے بعد چند اہم شعرا کی توجہ اس طرف ضرور ہوئی۔کیونکہ پابند غزل کی بہ نسبت ہیئت کے اعتبار سے آزاد غزل میں بہت سی سہولتیں تھیں۔خود موجد نے اس طرح کی غزلوں کے دو نمونے پیش کر کے سہولتیں مہیّا کردی تھیں۔علاوہ ازیں انھوں نے ایک مضمون لکھ کر فنی پابندیوں پر عمل پیرا ہونے ،معنوی اور ہیئتی پابندی پر توجہ دینے ،بحروں کے ارکان کے برتاؤ کا خاص خیال رکھنے ،حشو وزائد سے دامن بچانے پر زور دیا تھا۔اس کے باوجود بے رہ روی اختیار کی گئی اور ایسے اشعار لکھے گئے جس کا دوسرا مصرع منتزادنما بننے لگا۔بعضوں نے اس پر قابو پالیا اور اس کے بعد آزاد غزل کا سفر شروع ہوا۔ظفر اقبال نے ''پیروڈی'' یا غیر سنجیدہ رنگ میں ایک آزاد غزل لکھی ،مگر یہ آزاد غزل کی ترقی میں کوئی مدد نہیں کرسکی۔البتہ بہت سے شعرا اس صنف کی طرف مائل ہونے لگے۔

مناظر عاشق ہرگانوی نے رسالہ ''کوہسار'' کو آزاد غزل کی تبلیغ و اشاعت کے لیے وقف کردیا۔'کوہسار' سے پہلے آزاد غزلیں لکھنے والوں کو چھپنے کا کم موقع ملتا تھا۔شب خون نے بھی کوئی خاص دلچسپی نہیں لی تھی۔مناظر عاشق کو یہ تحریک چلانے کا بھرپور موقع ملا۔ڈاکٹر ہرگانوی نے آزاد غزلیں 'کوہسار' میں شائع ہی نہیں کیں بلکہ سوالنامے تیار کر کے شاعروں اور نقادوں کو روانہ کیا۔جواب اور مقالے لکھا کر بڑی سنجیدگی سے شائع کیا۔جس پر بہتوں نے اپنا ردِعمل ظاہر کیا۔ڈاکٹر گیان چند جین نے اس طرح کی رائے پیش کی۔

''آزادغزل نے ہیئت میں تبدیلی کی ہے ۔مصرعوں کے ارکان گھٹانے بڑھانے سے غزل میں وسعت ضرور ہوئی ہے ۔میّنہ اونچی ذات والے آزادغزل کو پسند نہیں کرتے ۔اس کی وجہ روایت پرستی ہوسکتی ہے یا پھر ایک معیار برقرار رکھنے کی کوشش۔'' (سہ ماہی ''توازن'' مالیگاؤں،شمارہ ۹، ۱۹۸۶)

جگن ناتھ آزاد نے اس طرح کا خیال پیش کیا۔

''آزادغزل نام کی اگر کوئی صنف ہے تو مجھے اس سے کوئی چڑ نہیں ہے،لیکن آزادغزل یا آزاد نظم وہی شاعر اچھی کہہ سکتا ہے جو پابند غزل اور پابند نظم کہہ سکتا ہو۔'' (کوہسار، بھاگلپور شمارہ ۶، ۱۹۷۹)

بقول مظفر حنفی ''یہ تو خیر نہیں کہا جاسکتا کہ آزادغزل فکری اور فنّی پابندیوں سے فرار کا نتیجہ ہے، کیونکہ بہرحال اس میں بھی ایک خیال کو قافیہ اور ردیف کی حصار بندی کے ساتھ منظوم کرنا ہوتا ہے۔بہرحال یہ تجربے کی ایک شکل ہے۔'' (کوہسار، بھاگلپور شمارہ ۶، ۱۹۷۹)

مناظر عاشق ہرگانوی نے اس کی تبلیغ واشاعت کے لیے کوہسار کے دروازے کھول دیے جس کے نتیجہ میں یوسف جمال ، زرینہ ثانی ،علیم صبا نویدی،خالد رحیم ،کرشن موہن ،مناظر عاشق ہرگانوی ،بدیع الزماں خاور، کاظم نائطی ،سلیم شہزاد وغیرہ شعرا اس طرف راغب ہوئے اور ان کی غزلیں کوہسار میں شائع ہونے لگیں۔اس طرح ہندوستان کے علاوہ پاکستان میں بھی ماجد الباقری ، فارغ بخاری،حیدر قریشی،فرحت نواز ،اقبال نجمی، سجّاد مرزا وغیرہ شعرا نے آزاد غزلیں لکھنی شروع کیں ۔پاکستان کے شعرا میں فیض احمد فیضؔ کی آزادغزل کا بھی خیر مقدم کیا گیا۔فیضؔ کی وہ آزاد غزل سب سے پہلے کوہسار میں شائع ہوئی اور وہاں سے شاعر، جدید ادب،صریر،معلم اردو وغیرہ اور آزادغزلوں کے نمائندہ انتخاب ''قید شکن'' (مؤلف:علیم صبا نویدی) میں شامل ہوئی۔حالانکہ فیضؔ کے انتقال کے بعد اس کو آزاد نظم اور فلمی گیت ثابت کرنے کی کوششیں ہوئیں جبکہ ان کی زندگی میں یہ آزادغزل کی حیثیت سے کوہسار ،جدید ادب اور شاعر میں شائع ہوچکی تھی۔

آزادغزل کے شعرا کے دو طبقے تھے ۔ایک وہ طبقہ جو سنجیدگی سے اس صنف کے فروغ میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لینے اور خود آزاد غزلیں لکھنے اور اس کی مدافعت کرتے ہوئے اس کی تبلیغ و ترویج میں اہم کردار ادا کررہا تھا۔جس میں یوسف جمال، زرینہ ثانی،علیم صبا نویدی، کرامت علی کرامت ،علیم شہزاد ، شارق جمال ،ظفر ہاشمی ، بدیع الزماں خاور ،قتیل شفائی ،حیدر قریشی ، اقبال نجمی ، ماجد الباقری وغیرہ شامل تھے۔ جب کہ دوسرا وہ طبقہ تھا جو اس تحریک وتبلیغ سے متاثر ہوکر یا فیشن کے طور پر شہرت کی خاطر آزاد غزلیں لکھ رہا تھا۔حالانکہ اس میں بعض سنجیدہ بھی تھے اور بعض ایسے بھی تھے جو نئے نئے شاعری کے میدان میں اترے تھے۔جن میں ظفر اقبال ، کرشن کمار طور، سردار ایاغ ،انور مینائی ،رئیس الدین رئیس، رفیعہ شبنم عابدی،محسن فیاضی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

سنجیدہ آزادغزل گو شعرا میں سب سے پہلا نام مظہر امام کا آتا ہے۔دراصل وہی اس صنف کے بانی ہیں جنھوں نے آزادغزل کے اصول بھی پیش کیے۔آزادغزل کے موجد مظہر امام نے صرف اور صرف سات آزاد غزلیں لکھی ہیں۔ان کی پہلی آزادغزل کے دو شعر دیکھیے :

ڈوبنے والے کو تنکے کا سہارا آپ ہیں
عشق طوفاں ہے، سفینا آپ ہیں
آرزوؤں کی اندھیری رات میں
میرے خوابوں کے افق پر جگمگایا جو ستارا آپ ہیں

ان کی ایک اور آزاد غزل کے دو شعر ملاحظہ ہو:

شاخ در شاخ گلابوں کی دھنک پھوٹی ہے
ایک پرندہ تھا یہیں رہتا تھا

دور سے دیکھو اٹھتا ہوا ناکام امیدوں کا دھواں
وہ اسی جلتے ہوئے شہر کی گلیوں میں کہیں رہتا تھا

یہ بات مشہور ہے کہ مظہر امام کی آزاد غزلیں ایسی بھی ہیں جو ان کے پیش کردہ اصولوں کی پاسداری نہیں کرتیں۔ یعنی وہ خود کہتے ہیں کہ ''غیر ضروری الفاظ سے آزاد غزل کا پاک ہونا لازمی ہے۔'' مگر وہ اس پر عمل پیرا نہیں دکھائی دیتے۔ ان کی آزاد غزلوں میں غیر ضروری الفاظ کو کاٹ چھانٹ کر پابند غزل میں ڈھال کر ایک کو فاروق آفاق نے 'شب خون' میں اور دوسری کو یونس احمر نے 'کوہسار' میں شائع کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ آزاد غزل کو پابند کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہے اور وہ پابند بن کر مزید بہتر اور غیر ضروری الفاظ یعنی حشو و زائد سے پاک ہو سکتی ہے۔

آزاد غزل کے سب سے بڑے حامی، مبلغ اور محرک شاعر مناظر عاشق ہرگانوی ہیں جنہوں نے اپنے رسالہ 'کوہسار' کو اس صنف کے فروغ کے لیے وقف کر دیا تھا۔ ''کوہسار'' کا خصوصی شمارہ نکال کر اس میں مختلف شعرا کی ایک سو سینتیس (۱۳۷) آزاد غزلیں شائع کر کے ایک ریکارڈ قائم کر دیا۔ اس کے علاوہ ان کی نگرانی میں نکلنے والے 'گلبن'، توازن اور معلم اردو جیسے رسائل کو بھی اس تحریک کا حصّہ بنایا۔ وہ اس نئی صنف کے مخالفین کا جواب بھی دیتے رہے اور ہر اعتبار سے اس صنف کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتے رہے۔ خود بھی آزاد غزلیں لکھتے رہے۔ مثال کے طور پر ایک آزاد غزل ملاحظہ ہو:

ماں تو بچّوں کی خطاؤں کو بھلا دیتی ہے
درد سہتی ہے دعا دیتی ہے
جنگ کا کچھ نہیں حاصل لیکن
دشمنی اور بھی نفرت کو ہوا دیتی ہے

آزاد غزل کو فروغ دینے اور تقویت دینے میں مناظر عاشق ہرگانوی کے ساتھ علیم صبا نویدی نام کافی اہمیت کا متقاضی ہے۔ شمال میں مناظر عاشق ہرگانوی اور جنوب میں علیم صبا نویدی دو ایسے نام ہیں جن کو اس صنف کے میر کارواں قرار دیا جا سکتا ہے، مگر علیم صبا نویدی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے اپنی آزاد غزلوں کا مجموعہ ''ردِّ کفر'' کے نام سے ۱۹۷۹ء میں شائع کیا جو اس نوعیت کا پہلا مجموعہ تھا اور آج بھی اسے آخری مجموعہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس مجموعہ کی بدولت آزاد غزلیں کہنے والے شعرا کو ہمت اور حوصلہ ملا۔ اس میں شامل آزاد غزل کا ایک شعر دیکھیے:

منزل کی فکر کیوں
صبح ازل سے میں تو فقط رہ نورد ہوں

''ردِّ کفر'' میں شامل غزلوں کے تعلق سے یہ بات عام تھی کہ وہ حالانکہ نقائص کا سرمایہ تھیں۔ ان پر مخالفین تو اپنی جگہ تھے، لیکن موافقین نے بھی حملے کیے۔ خود مظہر امام نے آزاد غزل کی خامیوں کی نشاندہی کے لیے علیم صبا نویدی کے اشعار کا انتخاب کیا۔ کرامت علی کرامت نے بھی آزاد غزل کی خامیوں کی نشاندہی کے لیے علیم صبا نویدی کو ہدفِ ملامت بنایا۔ اتنا کچھ سہنے کے بعد بھی علیم صبا نویدی نے نمائندہ شعرا کی آزاد غزلوں کو جمع کر کے ''قیدِ شکن'' کے نام سے ایک مجموعہ شائع کیا اور اس کے علاوہ آزاد غزل پر لکھے گئے مضامین کا ایک مجموعہ ''نئی شناخت'' کے نام سے نکالا۔ علیم صبا نویدی کے ''ردِّ کفر'' کے بعد چند مجموعے ایسے منظر عام پر آئے جن میں پابند غزلوں کے ساتھ آزاد غزلیں بھی شامل تھیں لیکن علیم صبا نویدی کے علاوہ تا حال کسی اور شاعر نے اپنی آزاد غزلوں کو جمع کر کے ایک مجموعہ کی شکل میں شائع نہیں کیا۔ بقول مناظر عاشق ہرگانوی ''علیم صبا نویدی ہمیشہ نئے تجربے کرنے کے قائل رہے ہیں اس کے بعد وہ ''انتخاب'' چھاپنے میں لگ گئے۔'' علیم صبا نویدی کے یہاں آزاد غزل کا رنگ دیکھیے۔

کتنے جلتے ہوئے جسموں کا دھواں ہے باہر
ایک ہنگامہ جواں ہے

مہک رہی ہے ہوا
میں اپنے گھر کے دریچوں کو بند کیا کرتا

یوسف جمال نے آزاد غزل کی روایت کو مستحکم بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ اگر آزاد غزل کو یوسف جمال نہ ملتے تو یہ صنف ابتدائی سفر طے نہ کر پاتی۔ یوسف جمال نے جو آزاد غزلیں لکھی ہیں ان میں فنّی پختگی پائی جاتی ہے۔ ان کا انداز دیکھیے:

کسی کی ممتا کسی کی بے تاب چاہتوں سے نراش ہو کر
میں اپنی قسمت کو ایک لاغر ضعیف جانوں

لوگ اتنے خداؤں کو بھی مان کر جانور بن گئے
اور وہ سارے خدا پی کے انساں کا خوں بن گئے دہریے

اس صنف کے فروغ میں ایک اور اہم نام کرامت علی کرامت کا ہے جنہوں نے کامیاب آزاد غزلیں لکھی ہیں۔ ان کے یہاں فنّی بالیدگی پائی جاتی ہے۔ انداز ملاحظہ ہو:

میری تنہائی کو بامعنی کہو
وقت کی مسجد میں ہوں مدّت سے محوِ اعتکاف

یوسف جمال اور کرامت علی کرامت کے ساتھ ساتھ جو اہم نام اس صنف کے فروغ میں ابھرتا ہے وہ خواتین قلم کاروں میں سے زرینہ ثانی کا ہے جو اس صنف کے معاملہ میں بہت مشہور و مقبول ہے۔ اس صنف میں ان کے تجربے انفرادیت کے حامل ہیں۔ صرف دو اشعار ملاحظہ ہوں:

کیا ضبط محبت کی مرے داد نہ دو گے
چہرے پہ سکوں، بزم میں بیگانگی اور دل میں تلاطم سا مچا ہے

دیگر شعرا کی آزاد غزلوں کی چند مثالیں درج کی جاتی ہیں۔ جنہوں نے اس صنف کے فروغ میں اہم رول ادا کیا اور اسے استحکام بخشا۔ یہ وہ قافلہ کے مسافر ہیں جنہوں نے کئی آزاد غزلیں لکھی ہیں اور چند نے اپنے مجموعوں میں اپنی آزاد غزلوں کو شامل بھی کیا:

معشوق دیدار کی منزلیں
پیار کی منزلیں
ان سے ملنے کے دن
اپنی دھرتی کے آباد بازار کی منزلیں
(فیض احمد فیض)

ہر افسانہ مانگے ہم سے نذرانہ کچھ لفظوں کا
ایسے ہم کیسے ہونٹوں کو سی لیں
(قتیل شفائی)

اس دھرتی کی وسعت میری نظروں میں تھی پھر بھی میں
جس کے آنچل کی خواہش تھی اس کا دامن ڈھونڈنے نکلا تھا
(شارق جمال)

چپّہ چپّہ طولِ سفر کی کلیوں سے بھر آیا ہوں
اب تو مجھ کو گھر آنگن مہکانے دو
(عتیق احمد عتیق)

سوچ کی رہ گزر سے گزر تو گیا وہ مگر
مجھ کو احساس کی تلخیاں دے گیا
(نذیر فتحپوری)

یہ بھی تہذیب کی ہے بازیگری
سر چھپانے کے لیے گھر نہ ملا
(مہدی پرتاب گڑھی)

مناظر عاشق ہرگانوی نے کوہسار کے ذریعہ اس صنف کی خوب پبلسٹی کی تو نئے پرانے اور بڑے چھوٹے ملا کر تقریباً پونے دو سو شعرا اس صنف میں طبع آزمائی کرنے لگے تھے۔ ڈاکٹر مناظر عاشق نے کشمیر میں افتخار امام صدیقی سے مل کر ''شاعر'' کا آزاد غزل نمبر نکالنے کی فرمائش کی جن دنوں افتخار امام کشمیر دوردرشن میں تھے۔ افتخار امام نے کہا تھا۔ ''یہ کام آل احمد سرور کی اجازت کے بغیر نہیں ہوگا۔'' اس ضمن میں ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی نے آل احمد سرور سے بات کی تو انہوں نے ہامی بھر لی۔ تب کہیں جا کر شاعر کا ''آزاد غزل نمبر'' نکالا گیا۔

اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود سچ تو یہ ہے کہ یہ صنف عوام میں غیر مقبول رہی۔ کب شروع ہوئی، کب جوان ہوئی اور کب پستی میں آ پڑی اس کا علم بہت کم لوگوں کو ہوا۔ علاوہ ازیں یہ صنف شروع سے ہی بحث و تکرار کا موضوع بنی رہی۔ بالفاظ دیگر یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس صنف کو قبولیت کا شرف کبھی حاصل نہیں ہوا۔ کیونکہ آزاد غزل میں پابند غزل جیسی مقناطیسی کشش تھی اور نہ ہی جاذبیت، غنائیت تھی اور نہ لطافت، نغمگی تھی اور نہ شیرینی، سحر آفرینی تھی اور نہ وہ تاثر۔ اس لیے یہ صنف اپنا وجود منوانے اور مقبول خاص و عام ہونے سے قاصر رہ گئی اور رد و قبول کے دوراہے پر جھولتی رہ گئی۔ کسی بڑے شاعر نے اسے منہ لگایا اور نہ ہی کسی بڑے اور نامور نقاد نے گھاس ڈالنا گوارا کیا اور نہ ہی ''کوہسار'' کے علاوہ کسی اور رسالے نے اسے شائع کرنا پسند کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ رسائل اور ناقدین کو آزاد غزل کی ہیئت کبھی پسند نہیں آئی اور آج بھی یہی صورتحال ہے۔ آزاد غزل کے بارے میں ناچیز نے جب مناظر عاشق ہرگانوی سے فون پر بات کی تو انہوں نے فوری طور پر اپنا ردعمل ظاہر کرتے ہوئے فرمایا۔

''آج حال یہ ہے کہ آزاد غزل عروج پر پہنچتے پہنچتے پستی کی طرف آ چکی ہے۔ وجدانی، جمالیاتی، تخیلی یا معنوی لحاظ سے نشاط و غم کو اس صنف سخن نے نفسیاتی کیفیات و تجربات کا شعورِ خالص تو عطا کیا، لیکن منطقی تسلسل یا عقلی تسلسل برقرار نہ رکھنے کی وجہ سے اس صنف کی آفاقیت کم ہوگئی۔ آج اکا دکا شاعر ہی تجربات کر رہے ہیں۔ تنگنائے غزل کی ساخت کتابی باتیں ہو کر رہ گئیں اور آزاد غزل جیسی صنف روشناس ہو کر گمنامی میں جا پڑی ہے۔''

ڈاکٹر ہرگانوی جنہوں نے آزاد غزل کو پروان چڑھانے، عروج پر پہنچانے، پبلسٹی کرنے میں گود چھلائی کا کام کیا تھا انہوں نے اپنے ہاتھ اٹھا لئے اور وہ ماہیہ نگاری، سہ مکرنیوں، غزل نما اور غزل تکونی وغیرہ جیسی نئی اور متروک اصناف کے فروغ میں جٹ گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آزاد غزلوں کو کسی رسالہ نے جگہ دینا منظور نہیں کیا اور وہ اشاعت سے محروم ہوگئیں۔ بالآخر وہ شعرا یکے بعد دیگرے اس صنف سے ناطہ توڑنے پر آمادہ ہوگئے۔

○○